غیر مملوکہ زمین کی آباد کاری قانون و شریعت کی روشنی میں

تحقیق: مولانا مفتی محمد آصف رشید

مفتی و مدرس جامعہ دارالارشاد والاحسان ۔ فیصل آباد

نوٹ: اس اہم موضوع پر ہمت وحوصلے سے سرشار نوجوان مفتی محمد آصف رشید (مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے مایہ ناز شاگرد) کا تحقیقی مقالہ حاضر خدمت ہے۔ محققین حضرات کی تحقیق کیلئے ہمارے اوراق منتظر ہیں۔(ادارہ)

فہرست مضامین

باب اول: غیر مملوکہ زمین کی آبادکاری شریعت کی روشنی میں

فصل اول :

مقدمہ

غیر مملوکہ زمین کی تعریف

غیر مملوکہ زمین کی اقسام

غیر مملوکہ زمین کے احکام

ارض موات کی لغوی تحقیق

ارض موات کی اصطلاحی تعریف

ائمہ کرامؒ کی نزدیک موات کی تعریف

بنجر زمینوں کی اقسام

ارض موات کی مختلف ناموں سے تعبیر

فصل ثانی :

غیر آباد زمین کی آباد کاری کی مشروعیت قرآن کریم سے

غیر آباد زمین کی آباد کاری کی مشروعیت احادیث سے

آباد کاری کے بعد زمین کی ملکیت میں ائمہ کا اختلاف

غیر آباد زمینوں کی ملکیت اسلامی قوانین سے

غیر آباد زمینوں کی آباد کاری میں مدت کی تعیین

فصل ثالث :

آباد کاری کی مختلف شکلیں

غیر آباد زمین کی آباد کاری بشکل تحجیر

غیر آباد زمین کی آباد کاری زراعت کی صورت میں

دریا کے بہاؤ کے بعد زمین کی آباد کاری کا حکم

غیر مسلم کیلئے آباد کاری کا شرعی حکم

مقدمہ :

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده أما بعد ...

اللہ رب العزت نے انسان کی سربلندی اور کامرانی کیلئے شریعت اسلام میں ایک جامع نظام نازل فرمایا ہے۔جس میں انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کے مکمل قوانین اور اصول احسن طریقہ کے ساتھ موجود ہیں۔

اسی طرح زمین کو بھی اللہ جل شانہ نے پیدا کیا اور اس کی حقیقی ملکیت اگر چہ اللہ تعالی ہی کے پاس ہے،البتہ عارضی طور پر انسان بھی اس کا مالک بن جاتا ہے۔اور زمین کی ملکیت کے مختلف طریقے ہیں کہ یہ کبھی تو خریدی جاتی ہے،کبھی کسی کو ہبہ میں مل جاتی ہے،اور کبھی وراثت میں مل جاتی ہے،اسی طرح زمین کی ملکیت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کوئی شخص غیر آباد اور بنجر زمین کو آباد کر کے اس کا مالک بن جائے۔چونکہ ان زمینوں کے احکام کے بارے میں اکثریت لوگوں کی ناواقف ہے،اس وجہ سے بندہ نے اپنے مقالہ کیلئے اسی موضوع کا انتخاب کیا،تاکہ معلوم ہو جائے کہ غیر مملوکہ زمین کی آباد کاری کی حیثیت قرآن مجید وحدیث نبوی ﷺ اور قانون کی نظر میں کیا ہے؟ اسی طرح غیر آباد زمین کی آباد کاری میں زراعت کی ترقی اور اس کی افادیت کو زیادہ سے زیادہ پیش نظر رکھا جاتا ہے۔اور زراعت کو ترقی

دینے اوراس کی افادیت کو وسیع کرنے کیلئے جوذرائع اختیار کئے جانے چاہئیں ان میں ایک ذریعہ بنجر زمینوں کو کاشت کے قابل بنانا، اس کو زندگی بخشنے کے مرادف ہے۔ چنانچہ اسی مفہوم کو واضح کرنے کیلئے قرآن کریم نے یہی اسلوب بیان اختیار فرمایا ہے فأحيينا به الأرض بعد موتها (القرآن) اس طرح خشک چٹیل میدان، ریتلی زمینیں، پتھریلی زمینیں اور خشک ٹیلے عام طور پر زراعت کے قابل نہیں ہوتے۔ مگر سخت محنت اور بعض زراعتی تدابیر کے ذریعے ان میں سے اکثر حصہ کاشت کے قابل بنایا جاسکتا ہے۔

سو اسلام کے معاشی نظام میں ایک اہم حصہ یہ بھی ہے کہ ملک کی اس قسم کی تمام زمینوں کو زراعت کے قابل بنایا جائے اور خام پیداوار سے ملک کو مالا مال کیا جائے اور حتی الامکان زمینوں کو غیر آباد نہ رہنے دیا جائے۔ اسی طرح جو زمینیں کاشت کے قابل ہونے کے باوجود غیر آباد یا لاوارث پڑی ہیں، ان کو قابل کاشت بنایا جائے۔ اور بے کار و معطل نہ رہنے دیا جائے۔ اسلام کے پانچویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے عمّال کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''دیکھو تمھارے علاقے میں اگر کوئی سرکاری زمین غیر آباد پڑی ہے تو اس میں سے آدھی بٹائی پر دے دو۔ ایسے لینے والے بھی اگر نہ ہوں، تو دسویں حصہ پر دے دو۔ جیسے زمین میں عشر ہوتا ہے۔ اس پر اگر کوئی راضی نہ ہو تو کسی کو وہ زمین مفت دے دو، اگر کوئی مفت میں بھی نہ لے تو سرکاری خرچ سے اسے آباد کرو اور علاقے میں کوئی زمین غیر آباد ہرگز نہ رکھو''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے فرمان سے غیر آباد زمینوں کی آبادکاری کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور ایسی زمینوں کے احکام قرآن و حدیث اور قانون کی روشنی میں اس مقالہ کے اندر بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ یہ بہت وسیع موضوع ہے اسلئے اس کا استیعاب کرنا تو مشکل ہے لیکن بندہ نے اپنی علمی بساط کے مطابق اس مقالے میں چند عنوانات پر کام کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی (شہیدؒ) اور مولانا مفتی رفیق احمد مدظلہ کا شکرگزار ہوں، جنہوں نے ہماری سرپرستی فرمائی۔ اللہ جلّ شانہ ان حضرات کو اس کا اجر عظیم عطاء فرمائے۔ (آمین) اور ہم سب کو دین کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)۔

باب اول :

غیر مملوکہ زمین کی تعریف :

غیر مملوکہ زمین اس زمین کو کہتے ہیں جس کا کوئی خاص شخص مالک نہ ہو۔ اس زمین کو عربی زبان میں ارض مباحہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غیر مملوکہ زمین کی اقسام :

غیر مملوکہ زمین کی تین قسمیں ہیں

پہلی قسم: غیر مملوکہ زمین کی پہلی قسم میں وہ زمینیں داخل ہیں، جو آبادی کے قریب بستی والوں کی عام اور مشترک ضروریات

میں کارآمد ہوں۔ مثلاً بستی کے اندر گلی کوچے اور سڑکیں یا بستی سے باہر قبرستان، عیدگاہ، چراگاہ وغیرہ کیلئے میدان۔

دوسری قسم غیر مملوکہ زمین کی دوسری قسم میں وہ غیر آباد جنگلات اور بے کار پہاڑی زمینیں جو نہ کسی خاص شخص کی ملک ہیں اور نہ کسی بستی سے متعلق ہیں اور نہ بالفعل قابل کاشت ہیں اور نہ ایسی زمینوں سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ایسی زمینوں کو شرعی اصطلاح میں أرض موات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔۔

تیسری قسم: غیر مملوکہ زمین کی تیسری قسم میں وہ زمینیں داخل ہیں جو کسی کی ضروریات میں شامل نہیں مگر قابل کاشت اور قابل انتفاع ہے۔ ایسی زمینوں کو أراضی بیت المال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غیر مملوکه زمین کے احکام:

پهلی قسم کا حکم:

غیر مملوکہ زمین کی پہلی قسم جس سے کسی بستی کی ضروریات متعلق ہوں۔ اس قسم کا حکم یہ ہے کہ ایسی زمین پر کوئی شخص بھی بطور مالکانہ قبضہ کر کے تصرف کرتا ہے تو اس شخص کیلئے ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے اور اسی طرح اگر مسلمان حاکم ایسی زمین کا مالک بننا چاہتا ہے یا کسی دوسرے شخص کو مالک بنانا چاہتا ہے یا دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو یہ زمین بطور جاگیر کے دینا چاہتا ہے تو ان سب صورتوں میں مسلمان حاکم کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی زمینوں پر خود قبضہ کر کے تصرف کرے یا کسی دوسرے شخص کو بطور جاگیر کے دے۔ بلکہ ایسی زمینیں شہر کے لوگوں کی مشترک اور عام ضروریات کیلئے وقف کی طرح محفوظ رہیں گی۔

لا للامام أن يقطعها لاحد لانها حق لعامة المسلمين وفي الاقطاع ابطال حقهم (بدائع الصنائع 6/134)

دوسری قسم کا حکم:

دوسری قسم ارض موات ہے یعنی وہ غیر آباد زمین جو بالفعل قابل کاشت اور قابل انتفاع نہیں اور نہ کسی شخص کی ملکیت ہے اور نہ کسی کی عام ضروریات میں مشغول ہے۔ ایسی زمین کا حکم یہ ہے کہ حاکم وقت سے اجازت لیکر جو شخص اس زمین کو آباد کرے گا اور اس کو قابل کاشت و قابل انتفاع بنائیگا وہ اس زمین کا مالک بن جائیگا۔ فالملك في الموات يثبت بالاحياء باذن الامام عند أبي حنيفةؒ (بدائع الصنائع 6/194) خواہ آباد کرنے والا مسلم ہو یا غیر مسلم، مالک بن جائیگا ويملك الذمي بالاحياء كما يملك المسلم (بدائع الصنائع 6/195)۔

بدائع الصنائع میں ہے وكذا ما كان خارج البلدة من مرافقها محتطبا بها لاهلها أو

مرعى لهم لا يكون مواتا حتى لا يملك الامام اقطاعها لان ما كان من مرافق اهل البلدة فهو حق اهل البلدة كفناء دارهم وفى الاقطاع ابطال حقهم (بدائع الصنائع 6/194) اسی طرح نمک وغیرہ کی کان اور مٹی کے تیل کے چشمے جو عام لوگوں کی ضروریات میں شامل ہیں خواہ یہ کسی بستی کی قریب ہوں یا دور ہوں، یہ بھی کسی شخص کی مخصوص ملک یا جاگیر نہیں بن سکتی اور نہ مسلمان حاکم خود ان پر مالکانہ تصرف کرسکتا ہے، نہ کسی دوسرے کو دے سکتا ہے بلکہ لوگوں کیلئے حکومت کی نگرانی میں ان کا انتظام کیا جائیگا و كذلك أرض الملح والقار والنفط ونحوها مما لا يستغنى عنها المسلمون لا تكون أرض موات حتى لا يجوز (بدائع الصنائع 6/194).

تیسری قسم کا حکم:

غیر مملوک زمین کی تیسری قسم جن کا تعلق اراضی بیت المال سے ہے اس تیسری قسم میں وہ زمین داخل ہے جو کسی شخص کی ملکیت میں نہ ہو اور کسی بستی کی عام ضروریات میں بھی داخل نہ ہو۔ مگر یہ زمین آباد اور قابل کاشت ہو اور نفع کے قابل بھی ہو ایسی زمین بیت المال کے حکم میں ہوگی اور اس زمین کی آمدنی اور نفع ان لوگون پر خرچ ہوگا جن کا بیت المال میں کوئی حق ہے۔

ارض موات کی لغوی تحقیق مختلف لغات سے :

الموات ما لا روح فيه الارض الخالية من السكان او التى لا يتنفع بها احد (المنجد فى اللغة 779)

الموات ما لا حياة فيه والارض التى لم تزرع ولم تعمر ولا جرى عليه ملك أحد (المعجم الوسيط 791) الموات ما لا روح فيه الارض التى لا مالك لها أو الارض الخراب الدراسة (الفقه الاسلامى و ادلته 550)

الموات الارض التى لا مالك لها ولا ينتفع بها احد (المصباح المنير 251)

الموات الارض الخراب وخلافه العامر (المغرب 277)

الموات الارض الخراب وقيل ارض لا مالك لها ولا ينتفع بها واحد وهى الارض الخراب (مجموعة قواعد الفقه 512)

الموات ما لا روح فيه وارض لا مالك لها (فتح القدير 9/3)

الموات: موات كسحاب وغراب ما لا روح فيه وارض لا مالك لها (حاشيه مشكوة المصابيح 252، حاشيه كنز الدقائق 429، رد المحتار على الدر المختار 6/431)

الموات : ما لا روح فيه (شمس العلوم 1178 للقاضی العلامة نشوان بن سعید الحمیری متوفی 573 دار الفکر بیروت)

الموات : بے جان چیز ، غیر آباد زمین (المنجد 981 بیروت)

الموات : بے جان چیز ،بنجر غیر آباد زمین (القاموس الوحید 1590 ادارہ اسلامیات کراچی)

الموات: غیر آباد زمین، وہ زمین جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے (مصباح اللغات 841 مکتبہ حقانیہ ملتان)

الموات: وہ زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو (مختصر القدوری 204 قدیمی کتب خانہ کراچی)

الموات: وہ چیز جو بے جان ہو، وہ زمین جو خشک اور بے مالک ہو (شائق اللغات 2287 سیّد پبلیکیشنز کراچی)

الموات: غیر آباد زمین یا وہ زمین جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے (المعجم الاعظم 2796/4 سن اشاعت 1946 ادارہ معارف اسلامیہ حیدر آباد دکن)

ارض موات کی اصطلاحی تعریف :

شریعت کی اصطلاح میں غیر آباد زمین یعنی موات کا اطلاق ان زمینوں پر ہوتا ہے جو آبادی سے باہر ہوں کسی کی ملک نہ ہوں، نہ ان پر کسی کا مخصوص حق ہو۔ فالارض الموات هی ارض خارج البلد لم تكن ملكا لاحد ولا حقا له خالصا (بدائع الصنائع 194/6 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

''الهدایہ'' میں ہے کہ غیر آباد زمین یعنی موات اس زمین کو کہتے ہیں جو پانی کے منقطع ہونے یا اکثر زیر آب رہنے کی وجہ سے نفع حاصل کرنے کے قابل نہ ہو۔ یا اس میں کوئی ایسی چیز ہو جو زراعت سے مانع ہو الموات ما لا ينتفع به من الاراضی لانقطاع الماء عنه او لغلبة الماء عليه او اشبه ذلك مما يمنع الزراعة (الهدایه 475/4 مکتبه امدادیه ملتان)

''نھایہ'' میں ہے کہ غیر آباد زمین اس زمین کو کہتے ہیں جس میں نہ کوئی کھیتی ہو نہ کوئی مکان ہو نہ اس کا کوئی مالک ہو۔

وفی النهاية الموات الارض التی لم تزرع ولم تعمر ولا جری عليه ملك أحد وأحياها مباشرة عمارتها سمّی بذلك لبطلان الانتفاع به (حاشیه ابو داؤد 437/2)

الموات ما لا ينتفع به من الاراضی لانقطاع الماء عنه او لغلبة الماء عليها او ما اشبه ذلك مما يمنع الزراعة (فتح القدير 3/9)

وعن الطحاوی : ھو ما لیس بملک لاحد ولا ھو من مرافق البلد سواء قرب منه أو بعد فی ظاھر الروایة (حاشیة صحیح البخاری 314/1)

ھی أرض تعذر زراعتھا لانقطاع الماء أو لغلبة علیھا غیر مملوکة بعیدة من العامر (البحر الرائق 385/8 ، کنز الدقائق 429)

ائمہ کرام کے نزدیک موات کی تعریف :

امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ''موات'' غیر آباد زمین وہ زمین ہے جو آبادی سے دور ہو اور اس کے پاس پانی نہ پہنچتا ہو۔

امام شافعیؒ کے نزدیک موات سے مراد وہ زمین ہے جس میں آبادی نہ ہو۔ آبادی سے متعلق اور متصل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک موات وہ زمین ہے جس کے اس سرے پر جو آباد زمین کے قریب ہے اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر آواز دے تو آباد زمین میں کنارے پر کھڑے ہونے والے آدمی نہ سن سکیں۔ اور دونوں قولوں پر آبادی سے متصل زمین موات سے خارج رہے گی۔ آباد کرنے والا شخص آبادی سے قریب رہتا ہو یا دور۔ دونوں مساوی ہیں۔ (الاحکام السلطانیہ)۔

وقال ابوحنیفة الموات من العامر ولم یبلغه الماء (الاحکام السلطانیه للماوردی 223 مکتبه دار الکتب بیروت)

والموات عند الشافعی کل ما لم یکن عامرا ولا حریما لعامر فھو موات وان کان متصلا بعامر (الاحکام السلطانیه للماوردی 223 مکتبه دار الکتب بیروت)

وقال ابویوسف الموات کل ارض اذا وقف علی ادناھا من العامر منادیا علی صوته لم یسمع أقرب الناس الیھا فی العامر وھذان القولان یخرجان عن المعھود فی اتصال العمارات ویستوی فی احیاء الموات جیرانه والأباعد (الاحکام السلطانیه للماوردی 223 مکتبه دار الکتب بیروت)

بنجر زمینوں کی اقسام :

احادیث وآثار فقہاء کے بیان کے مطابق مندرجہ ذیل قسم کی زمینیں بنجر سمجھی جاتی ہیں :

(1) سخت پتھریلی زمین (2) ریتلی زمین (3) چٹیل میدان (4) خشک ٹیلے

(5) وہ زمینیں جو جھاڑیوں، دلدلوں، سیلابوں کی زد میں آ گئی ہوں۔ (6) ندی کا رخ تبدیل ہونے سے زمین قابل کاشت نہ رہی ہو۔ (7) ترائی جھیلیں اور اس قسم کی تمام زمینیں جن سے صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے نفع حاصل نہ ہوتا ہو۔ ایسی تمام زمینیں فقہاء کرام نے بنجر قرار دی ہیں۔

ارض موات کے مختلف نام :

(1) غیر آباد زمین (2) بنجر زمین (3) لاوارث زمین

(4) مردہ زمین (5) افتادہ زمین (6) بے جان زمین

فصل ثانی :

غیر آباد زمین کی آبادکاری کس مشروعیت قرآن مجید سے :

اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب قرآن مجید کی سورۃ ھود میں غیر آباد زمین کی آبادکاری کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے هو أنشأكم من الأرض واستعمركم فيها (پارہ 12 آیت 61) ترجمہ: اور اسی نے بنایا تم کو زمین سے اور بسایا تم کو اس میں (تفسیر عثمانی)

علامہ ابوالفضل شہاب الدینؒ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں واستعمركم فيها کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں فالاستفعال بمعنى الافعال يقال أعمرته الأرض واستعمرته اذا جعلته عامرها وفوضت اله عمارتها والى ذلك ذهب الراغب وكثير من المفسرين وقال زيد بن أسلم المعنى : أمركم بعمارة ما تحتاجون اليه من بناء مساكن وحفر أنهار و غرس أشجار وغير ذلك والسين للطلب والى ذالك ذهب الكيا واستدل بالآية على أن عمارة الأرض واجبة لهذا الطلب (تفسير روح المعانى الجزء الثانى عشر 88/4 دار الفكر بيروت)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ نے اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں قولہ واستعمركم فيها کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے قوله واستعمركم فيها أى جعلكم عمّارها وسكانها وقال زيد بن أسلم أمركم بعمارة ما تحتاجون إليه فيها من بناء مساكن وغرس أشجار وقيل المعنى ألهمكم عمارتها من الحرث والغرس وحفر الأنهار وغيرها (الجامع لاحكام القرآن 38/5 سورة هود آيت نمبر 61)

امام ابوبکر احمد بن علی الجصاصؒ نے اپنی تفسیر أحکام القرآن للجصاص میں واستعمركم فيها کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں قوله واستعمركم فيها يعنى أمركم من عمارتها بما تحتاجون إليه وفيه الدلالة على وجوب عمارة الأرض للزراعة والغراس والأبنية (احكام القرآن للجصاص 165/3)

علامہ أبوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشریؒ نے اپنی تفسیر الکشاف میں فرماتے ہیں قوله ((و استعمر كم فيها)) وأمر كم بالعمارة والعمارة متنوعة إلى واجب و ندب ومباح و مكروه وكان ملوك فارس قد أكثروا من حفر الأنهار وغرس الأشجار وعمرو الأعمار الطوال (تفسير الكشاف 278/2 بيروت)

غیر مملوکہ زمین کی آبادکاری کی مشروعیت احادیث سے :

جب ہم احادیث کے ذخیرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو مختلف احادیث سے غیر آباد زمینوں کی آبادکاری کی مشروعیت اور جواز کا ثبوت ملتا ہے۔حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر غیر آباد زمینوں کی آبادکاری کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔ان میں سے چند احادیث کی روشنی میں درج ذیل ہیں :

عن جابر بن عبد الله عن النبی ﷺ قال من أحيا أرضًا ميتةً فهی له (جامع الترمذی 166/1) ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی بے آباد زمین کو آباد کرے پس وہ اسی کی ہے۔

عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال من أعمر أرضا ليست لأحد فهو أحق (صحيح البخاری 314/1) ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایسی زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہیں، پس وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

عن سمرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال من أحاط حائطًا على أرض فهی له (سنن أبی داؤد 338/2) ترجمہ: جس نے زمین کے گرد چار دیواری بنالی وہ زمین اس کی ہوگئی۔

عن جابرؓ عن النبی ﷺ أنه قال من أحيا أرضًا ميتةً فله فيها أجر وما أكلت العافية منها فهو له صدقة (نصب الرایہ 315/2) ترجمہ :حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مردہ زمین کو زندہ کرے اس کیلئے اس میں اجر ہے،اور کھالیں اس سے جانور وغیرہ، پس وہ اس کیلئے صدقہ ہے۔

ان مذکورہ بالا احادیث سے غیر آباد زمینوں کی آبادکاری کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اور غیر آباد زمینوں کی آبادکاری سے جو فضیلت حاصل ہوتی ہے اس کو آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

آبادکاری کے بعد زمین کی ملکیت میں ائمہ کا اختلاف :

غیر آباد زمین کی آبادکاری کے بعد آباد کرنے والا شخص اس زمین کا مالک بن جائیگا یا نہیں؟اس صورت میں ائمہ کرامؒ کا اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ فرماتا ہے کہ اگر حاکم یا اس کے نائب کی اجازت سے آبادکاری کی ہے تو آبادکاری سے زمین کا مالک بن جائیگا۔

ورنہ نہیں۔ جبکہ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ حاکم کی اجازت کے بغیر بھی آباد کاری سے زمین کا مالک بن جائیگا۔ دونوں حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

صاحبین کے دلائل:

نقلی دلیل: حدیث نبوی ﷺ ہے لقوله عليه السلام من أحيا أرضا ميتة فهي له

ترجمہ: جس شخص نے مردہ زمین کو آباد کیا پس وہ اس کی ہے۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ مباح مال پر جو پہلے قابض ہو جائے پس وہ اسی کا ہوتا ہے جیسے شکار اور ایندھن وغیرہ لہذا یہاں بھی ایسا ہی ہوگا۔ ولانه مال مباح سبقت يده اليه فيملكه كما في الحطب والصيد (الهدايه 476/4)

امام اعظمؒ کے دلائل:

نقلی دلیل: لقوله عليه السلام ليس للمرء إلا ما طابت به نفس امامه (فتح القدير 3/9، مبسوط 16/3) ترجمہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے نہیں مرد کیلئے مگر وہی جس کو اس کے امام کا نفس پسند کرے۔

عقلی دلیل: زمین بھی منجملہ مال غنیمت کے ہے اور مال غنیمت میں کسی کو حق حاصل نہیں ہوتا کہ خود اس کو لے لے بلکہ امام کی طرف سے قسمت پر موقوف ہوتا ہے اور اس کا مال غنیمت ہونا ظاہر ہے ولانه مغنوم لوصوله إلى يد المسلمين بايجاف الخيل والركاب فليس لاحد أن يختص به بدون اذن الامام كما في سائر الغنائم (الهدايه 476/4) لہذا ان دونوں دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام کی اجازت شرط ہے بغیر امام (حاکم) کی اجازت کے مالک نہیں بن سکتا۔

صاحبینؒ کی دلیل کا جواب:

صاحبینؒ نے دلیل میں جو حدیث پیش کی ہے اس حدیث میں کئی احتمال ہیں وما رویاه يحتمل انه اذن لقومه لا نصب لشرع (الهدايه 476/4) صاحبینؒ نے دلیل میں جو حدیث پیش کی ہے اس حدیث میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد اس حدیث سے ایک شرعی ضابطہ مقرر کرنا ہو جیسے من قاء في الصلوة أو رعف (فتح القدير 4/9 مكتبه رشيديه كوئٹه)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس حدیث سے ضابطہ کلیہ بیان کرنا مقصود نہ ہو بلکہ ایک مخصوص قوم کو ترغیباً حکم فرمایا گیا ہو جیسے من قتل قتيلا فله سلبه میں ہے یہ حکم عام نہیں ہے۔

راجح قول: امام اعظمؒ کی روایت مفسر ہے اور صاحبینؒ کی روایت محتمل ہے اس وجہ سے امام اعظمؒ کی روایت کو ترجیح ہوگی اور قول مختار بھی یہی ہے وحاصله ان ذلک الحديث يحتمل التاويل وما ذكر ابو حنيفة مفسر لا يقبل التاويل فكان راجحا كذا في العناية وغيرها (فتح القدير 4/9 مكتبه رشيديه كوئٹه)

غیر آباد زمینوں کی ملکیت اسلامی قوانین سے :

اسلامی قانون میں ایسی غیر آباد زمینیں اور علاقے جن کا کوئی مالک نہ ہو، خواہ وہ کبھی آباد ہوئی ہوں یا آباد ہونے کے بعد اسطرح ویران ہوگئی ہوں کہ انکا کوئی مالک باقی نہ رہا ہو۔ ایسی زمینوں کا اسلامی نام موات ہے اور عرف عام میں مردہ، بنجر زمین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غیر آباد زمینوں میں سے اسلام سے قبل قدیم جاہلی ملک کی زمینیں مثلاً روم کی زمینوں کے آثار موجود ہوں اور قوم ثمود کے رہائشی مکانات کے آثار موجود ہوں۔ اس قسم کے مختلف مقامات کو آباد کرنے سے آباد کرنے والا مالک بن جاتا ہے۔ جیسے ما يوجد فيه آثار ملك قديم جاهلي كآثار الروم ومساكن ثمود ونحوهم فهذا يملك بالاحياء (المغني 166/6) چونکہ اس قسم کی زمینیں اسلامی عہد سے قبل ہی سہی لیکن بنی آدم کی مملوکہ چیزوں میں ہوچکی تھی۔ اسلئے شبہ پیدا ہوسکتا تھا کہ کسی مملوکہ چیز پر قبضہ کرنے یا اسکو مالک بنانے کا دوسرے کو کیا حق ہے۔ اس شبہ کے ازالہ کیلئے آنحضرت ﷺ نے اپنے ارشاد میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔ عن طاؤسؒ قال قال رسول الله ﷺ عاد الارض لله وللرسول ثم لكم من بعد فمن أحيا شيئا من موتان الارض فله رقبتها (كتاب الخراج امام ابو يوسف 70، كتاب الخراج يحيى بن آدم 88 حديث نمبر 277) ترجمہ: عاد الارض یعنی اقوام قدیمہ کے کھنڈرات یا ان کے آباد کئے ہوئے بنجر علاقے یہ اللہ اور اس کے رسول کی ملک ہیں، پھر اس کے بعد اے مسلمانو تمہاری ملک ہیں۔ یعنی اس قسم کے زمین کو جب اس کے مالک چھوڑ کر لاپتہ ہوچکے ہوں اور اسلامی حکومت کے زیرنگرانی یہ زمین آگئی، تو اب وہ اپنے پرانے مالکوں کے ملک سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ملک میں داخل ہوگئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حق تعالی کی طرف سے ان کو عام مسلمانوں کے حوالہ کردیا۔ ایسی زمینوں کے متعلق ایک اور قسم ہے جو اسلامی عہد میں کسی شخص کی ملکیت تھی لیکن ان زمینوں کا مالک ان کو غیر آباد کرکے لاپتہ ہوگیا۔ ایسی زمینوں کے متعلق اگرچہ بعض ائمہ اسلام کی رائے مختلف ہے مگر امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا ان اراضی کے متعلق یہ فتوی ہے کہ زمین کے آباد کرنے کا مالک بن جاتا ہے أنها تملك بالاحياء نقلها صالح وغيره وهو مذهب ابيحنيفة و مالك (المغني 166/6)

بہر حال اس قسم کی تمام زمینیں جن کا فقہ کی اصطلاح میں موات کا نام ہے یہ ملک کے باشندوں کی مشترکہ جائیداد ہے اور ملک کے ہر باشندہ حاکم کی اجازت سے اس کو اپنی انفرادی ملکیت بنا سکتا ہے۔

غیر آباد زمین کی آبادکاری میں مدت کا تعیین :

غیر آباد زمین کو آباد کرنے کیلئے جمہور فقہاء کرامؒ نے احادیث کی روشنی میں اس عبوری دور کی مدت تین سال مقرر کی ہے، جس میں قبضہ کرنے والے کو آباد کرنے کا موقع ملے گا۔ حدیث شریف میں اسکی تصریح موجود ہے عن طاؤسؒ قال قال رسول الله ﷺ عادی الارض لله وللرسول ثم لکم من بعد فمن أحیا أرضا میتة فھی له ولیس لمحتجر حق بعد ثلاث سنیت (کتاب الخراج امام ابویوسف 70) ترجمہ: حضرت طاؤسؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمانہ قدیم سے غیر آباد چلی آنے والی زمینیں اللہ اور اس کے رسول کی ہیں۔ پھر یہ ان کی طرف سے تمھارے لئے ہیں پس جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا پس وہ اسی کی ہے اور احاطہ بندی کرنے والے کا حق تین سال کے بعد باقی نہیں رہے گا۔

عن عمرو بن شعیب أن عمرؓ جعل التحجیر ثلاث سنین فإن ترکھا حتی تمضی ثلاث سنین فأحیاھا غیرہ فھو أحق (کتاب الخراج یحیی بن آدم **91** مکتبہ سلفیه قاھرہ) ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے احاطہ بندی کی مدت تین سال مقرر کی۔ پس اگر احاطہ بندی کرنے والا زمین کو چھوڑے رکھے تا آنکہ تین سال گزر جائیں پھر کوئی دوسرا اس زمین کو آباد کرلے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔

قوله عن عمرؓ أنه قال لیس لمحتجر بعد ثلاث سنین حق (نصب الرایه **90/4**) ولیس لمحتجر حق بعد ثلاث سنین (البحر الرائق **387/8**) ان مذکورہ احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ غیر آباد زمین کو آباد کرنے کی مدت تین سال مقرر کی گئی ہے۔ اگر تین سال تک زمین کو آباد نہ کیا تو آبادکار کا حق ختم ہو جائیگا۔

اشکال : مذکورہ مدت کی تعیین پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ غیر آباد زمین کی آبادکاری کیلئے تین سال کی مہلت دینا ضروری ہے؟

جواب : بعض حضرات کو ان روایتوں سے شبہ پیدا ہوا کہ قبضہ کرنے والے کو تین سال تک مہلت دینا ضروری ہے۔ اس سے پہلے بیدخل کرنا درست نہیں۔ اور کسی اثناء میں کسی اور کو آباد کرنا جائز نہیں جیسا کہ یہ روایت ہے ولیس لمحتجر حق بعد ثلاث سنین (البحر الرائق **387/8**) اس قسم کی تمام روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کرنے والے کو ضرورت کے پیش نظر تین سال تک مہلت دی جاسکتی ہے مگر یہ لازمی طور پر اس کا حق نہیں ہے۔ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ فرد کا بھی خیال رکھا جائے، اور لوگوں کے عام مفاد کو کوئی نقصان نہ پہنچے، تو اسے اصلاح کی مہلت دی جائے اور تین سال تک کسی اور کو آبادکاری کی اجازت نہ دی جائے وھذا من طریق الدیانة (فتاوی عالمگیری **386/5** مکتبہ رشیدیه

کوئٹہ) لیکن جب دوسرا شخص کاشت کیلئے تیار ہو، تو اسے حسب مصلحت اجازت مل جائے گی، یا لوگوں کی عام مفاد کی پامالی کی صورت میں حکومت کوئی اور بہتر انتظام کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ ایسی حالت میں تین سال بیکار رکھنے کی اجازت دینا حکومت کیلئے بھی جائز نہ ہوگا۔اس بارے میں کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ و أما الحكم فإذا أحياها غيره قبل مضيها ملكها (فتاوى عالمگیری 386/5)

آبادکاری کی مختلف شکلیں : فصل ثالث

ایسی زمینیں جو کہ غیر آباد، بنجر، لاوارث پڑی ہیں انکے آباد کرنے کی مختلف شکلیں ہیں۔ان میں سے **ایک شکل** آباد کرنے کی یہ ہے کہ حکومت خود اپنے مصارف سے آباد کرے۔ جیسا کہ یحییٰ بن آدمؒ اپنی کتاب ''کتاب الخراج'' میں لکھتے ہیں۔ و ان شاء انفق عليها من بيت مال للمسلمين و استاجر من يقوم فيها (كتاب الخراج يحيى بن آدم ص 22)

اس صورت میں کاشتکار کو طے شدہ مقررہ معاوضہ ملے گا اور پیداوار حکومت کی ہوگی۔یعنی ایسی زمینوں کو جو شخص حکومت کی طرف سے آباد کرے گا۔اس کو مقررہ اجرت مل جائیگی۔اور اس زمین سے جو پیداوار حاصل ہوگی وہ حکومت کی ہوگی۔

دوسری شکل یہ ہے کہ کاشتکار کو اپنی محنت اور اخراجات سے زمین کو آباد کرنے کی اجازت دے دی جائے، اور یہ کہہ دیا جائے اس کاشتکار کو کہ تمہیں اس زمین پر کاشت کا حق حاصل ہوگا۔اور اس کو فروخت یا ہبہ وغیرہ جیسے اختیارات حاصل نہیں ہونگے۔

اس مذکورہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ کاشتکار کو صرف زمین کی منفعت کا مالک بنایا جائے گا، اس کی ذات کا نہیں۔اسی وجہ سے کاشتکار کو ہبہ اور فروخت کرنے کا اختیار نہیں۔آبادکاری کی اس شکل کے بارے میں فقہ اسلامی کی روشنی میں تصریح موجود ہے۔جو کہ درج ذیل ہے۔

إمام أمر رجلا أن يعمر أرضا ميتة على ان ينتفع بها ولا يكون الملك له فاحيا ها لم يملكها (فتاوى عالمگیری ص 386 ج 5)

ترجمہ: حاکم کسی کو اس شرط پر بنجر زمین آباد کرنے کا حکم دے، کہ آباد کرنے والا صرف زمین کے منافع کا مالک ہوگا، اس کی ذات کا نہیں تو اس صورت میں آباد ہو جانے کے بعد وہ ذات کا ملک نہ ہو سکے گا۔

زمین کی آبادکاری کی **تیسری شکل** یہ ہے کہ حکومت کسی شخص کو ملکیت کا حق دے کر آبادکاری کی اجازت دے۔اس صورت میں آباد کرنے والے کو ہر قسم کے تصرفات اور جملہ حقوق حاصل ہونگے، جیسا کہ قاضی ابو یوسفؒ، ہارون الرشیدؒ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ولک ان تقطع ولک من أجبت ورأيت تواجره و تعمل بما ترى انه صلاح

عبارت کا مفہوم: آپ جو صورت مناسب سمجھیں اور جس میں فلاح اور بہبودی ہو، اس میں آپ کو بالکلیہ اختیار ہے، مناسب ہو تو کسی کو قطعیہ دے دیجئے یا اجرت دیکر اجیر سے کاشت کرائے۔

غیر آباد زمین کی آبادکاری کی **چوتھی شکل** اس طرح ہے کہ کوئی شخص غیر آباد زمین کو آباد کرلے، پھر دوسرا شخص زبردستی اس

میں درخت لگادے۔ یا مکان بنا کر اس پر قبضہ کرلے، تاکہ آبادکاری کے حقوق اس کی طرف منتقل ہوجائیں۔ تو ایسی صورت میں پہلا شخص جس نے زمین کو آباد کیا ہے، اس کا حق تسلیم شدہ ہے، دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں۔

دلیل حدیث مرفوع ہے من أحيا أرضا ميتة فهي له وليس لعرق ظالم حق ترجمہ: جو شخص کوئی مردہ زمین آباد کرے وہ زمین اسی کی ہے۔ اور دوسرے کی زمین میں ناحق طور پر آبادی کرنے والے کا کوئی حق نہیں۔

پانچویں شکل یہ ہے کہ غیر آباد زمین کو صاف کر کے اس کے کانٹے وغیرہ کو جلا دینا، اور اسی طرح دوسری صورت میں آبادکاری کا طریقہ یہ اختیار کرنا کہ غیر مملوکہ زمین پر گھاس پھونس وہ سب گھاس پھونس اور کانٹے وغیرہ کاٹ کر چاروں طرف ڈال کر ان پر مٹی ڈال دے تاکہ اس میں لوگ داخل نہ ہوں **ثم التحجير قد يكون بغير الحجر بأن غرز حولها أغصانا يا بسةً او نقى الارض وأحرق ما فيها من الشوك او خضد ما فيها من الحشيش او الشوك وجعلها حولها و جعل التراب عليها من غير ان يتم المسناة ليمتنع الناس من الدخول(الهدايه 477/4)**

فتاویٰ عالمگیری میں ہے والتحجير بوضع علامة من حجر او بحصاد ما فيها من الحشيش والشوك و تنقيه عشبها وجعله حولها او باحراق ما فيها من الشوك و غيره و كل ذلك لا يفيد الملك (فتاوى عالمگيرى 386/5)

ان صورتوں میں تحجیر تو ہوجائیگی لیکن اس سے ملکیت ثابت نہیں ہوگی جب تک کہ آباد نہ کرے۔

غیر آباد زمین کی آبادکاری کی **ایک اور صورت** یہ ہے کہ کسی شخص نے غیر آباد زمین میں ایک یا دو ہاتھ کنواں کھود کر چھوڑ دیا۔ تو اس صورت میں تحجیر تو ہوگی لیکن آباد کرنا (احیاء) نہیں ہوا۔ اس عمل سے بھی ملکیت ثابت نہیں ہوگی۔ فتح القدیر میں ہے قوله عليه السلام: من حفر بئرا مقدار ذراع فهو محتجر (فتح القدير 6/9)

غیر آباد زمین کی آبادکاری بشکل تحجیر:

کسی غیر آباد زمین کی حدود میں پتھر نصب کر کے یا کانٹوں وغیرہ سے گھیر کر اس کو اپنی ملکیت قرار دینا۔ اس عمل کا نام فقہاء کے نزدیک تحجیر ہے۔ اس تحجیر کا حکم یہ ہے کہ اس سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔ چونکہ اس تحجیر سے زمین کا آباد کرنا (احیاء) کرنا نہیں ہوا۔ البتہ دوسروں کی بنسبت اس کے حق کو گونہ ترجیح ہوگی۔ مگر یہ حق اس شخص کو ایک خاص مدت تک حاصل ہوگا **ولأن التحجير ليس بإحياء ليملكه به لان الإحياء انما هو العمارة والتحجير لإعلام (فتح القدير 6/9، الهدايه 477/4)**

محض تحجیر سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس زمین میں کوئی عمارت وغیرہ تعمیر کرے، یا اس میں ہل چلا کر اس کو کاشت کے قابل بنا دے اس صورت میں تحجیر کرنے والا شخص اس زمین کا مالک بن جائیگا۔

غیر آباد زمین کی آباد کاری زراعت کی صورت میں:

زراعت کو ترقی دینے اور اس کی افادیت کو وسیع کرنے کیلئے جو ذرائع اختیار کئے جانے چاہئیں، ان میں سے ایک ذریعہ غیر آباد زمینوں کے آباد کرنے کا ہے، یعنی غیر آباد زمینوں کو کاشت کے قابل بنانا، گویا ناقابل کاشت زمین مردہ زمین ہے، اس کو کاشت کے قابل بنانا اس کو زندگی بخشنے کے مرادف ہے۔

اگر کوئی غیر آباد زمین کو کاشت کیلئے یا اس میں درخت لگانے کیلئے آباد کرتا ہے تو اس صورت میں آباد کرنے والے کیلئے تین شرطیں ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ غیر آباد زمین کا جو حصہ آباد کرنا چاہتا ہے اس کی چاروں اطرف میں مٹی ڈال کر ڈول بنائے۔ تاکہ حد فاصل بن جائے احدھا جمع تراب المحیط بھا حتی یصیر حاجزا بینھا و بین غیرھا (الأحکام السلطانیہ للماوردی صـ 323)

دوسری شرط یہ ہے کہ اگر زمین خشک ہو تو پانی لائے، اگر زیر آب ہو تو پانی کو روکے تاکہ زراعت اور باغ لگانا ممکن ہو والثانی سوق الماء الیھا ان کانت یبسا و حبسه عنھا إن کانت بطائح لان احیاء الیبس بسوق الماء الیه و احیاء البطائح بحبس الماء عنھا حتی یمکن زرعھا و غرسھا فی الحالین (الأحکام السلطانیہ صـ 323)

تیسری شرط یہ ہے کہ تمام زمین میں ہل چلا کر اونچ نیچ درست کرے۔ ان تینوں شرطوں کے مکمل ہونے کے بعد زمین آباد سمجھی جائے گی، اور آباد کرنے والا اس کا مالک متصور ہوگا والثالث حرثھا والحرث یجمع اثارۃ المعتدل و کسح المتسعلی وطم المنخفض، فاذا استکملت ھذہ الشروط الثلاثۃ کمل الاحیاء و ملک المحیی (الأحکام السلطانیہ 324)

دریا کے بہاؤ کے بعد زمین کی آباد کاری کا حکم:

دریا کے بہاؤ کے بعد جو زمین باقی رہ جاتی ہے اس کے آباد کرنے کی صورت یہ ہے کہ دریا اپنے بہاؤ کے بعد جو زمین چھوڑتا ہے اب دوبارہ اس جگہ پانی کے آنے کا امکان ہے تو اس کو آباد نہیں کیا جائیگا۔ اس لئے کہ یہ زمین ''موات'' کے حکم میں نہیں ہے۔ بلکہ نہر کے حکم میں ہے جس کا آباد کرنا درست نہیں ہے۔ اگر دوبارہ پانی آنے کا امکان نہیں ہے۔ تو اب ایسی زمین کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ دریا کی چھوڑی ہوئی زمین کسی آبادی کا حریم نہ ہو۔ تو اس صورت میں آباد کرنا درست ہوگا۔ اس لئے کہ یہ زمین اب ''موات'' کے حکم میں ہے جس کا کوئی مالک نہیں۔ اسلئے کہ پانی کا تسلط سب کا تسلط دور کر دیتا ہے۔ اور اس وقت وہ سرکار کے قبضہ میں ہے۔ لہذا ایسی زمین کی آباد کاری کیلئے سرکار کی اجازت سے آباد کرنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شرط ہے۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اجازت شرط نہیں ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سردی اور گرمی کے موسم میں پانی نہیں چلتا، صرف برسات میں چلتا ہے۔ تو جس زمانہ میں پانی نہ چلے تو اس

صورت میں اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آباد کرنا جائز ہوگا قال وما ترک الفرات اوالدجلة وعدل عنه الماء و يجوز عوده اليه لم يجز احياؤه لحاجة العامة الى كونه نهرا وإن كان لا يجوز ان يعود اليه فهو كالموات اذا لم يكن حريما لعامر لانه ليس فى ملک احد لان قهر الماء يدفع قهر غيره وهو اليوم يدالامام (الهدايه 480/4)

غیر مسلم کیلئے آباد کاری کا شرعی حکم:

غیر آباد زمین کو آباد کرنے کیلئے شریعت نے مسلم و غیر مسلم دونوں کیلئے یکساں حکم بیان کیا ہے۔ زمین کی آبادکاری کیلئے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے۔ لیکن امام یعنی حاکم وقت سے اجازت لیکر آباد کرنا شرط ہے۔ مثلاً غیر مسلم ہندو، سکھ، ذمی وغیرہ غیر آباد زمین کے ایک ٹکڑے کو کاشت کے قابل بنا کر اس ۔ سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ان کیلئے بھی امام یعنی حاکم وقت سے اجازت لیکر آباد کرنا شرط ہے۔ اس کی تائید میں علامہ ابن عابدینؒ اپنی مایہ ناز کتاب ''ردالمحتار علی الدرالمختار'' میں لکھتے ہیں قال العلامة الحصكفى رحمه الله تعالى: اذا احيى مسلم او ذمى ارضا غير منتفع بها و ليست بمملوكة لمسلم ولا ذمى .... ملكها ان اذن له الامام فى ذلک وقال يملكها بلا اذنه وهذا لو مسلما فلو ذميا شرط الاذن اتفاقا (رد المحتار على الدر المختار 277/5)

اسی مضمون کو علامہ ابن الہمام (صاحب ہدایہ) الہدایہ میں واضح کر کے لکھتے ہیں قال العلامة المرغينانى رحمه الله تعالى: ويملكه الذمى بالاحياء كما يملكه المسلم لان الاحياء سبب الملک الا ان عند ابى حنيفة رحمه الله اذن الامام من شرطه فيستويان فيه كما فى سائر اسباب الملک حتى الاستيلاء على أصلنا (الهدايه 477/4)

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں و يملک الذمى بالاحياء كما يملک المسلم (بدائع الصنائع 195/6، فتاوى عالمگيرى 386/5)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوگیا کہ غیر مسلم اگر امام کی اجازت سے غیر آباد زمین آباد کر لے تو اس کا مالک بن جائیگا۔

نوٹ: باب دوم سے مقالہ ہذا کا باقی حصہ آئندہ شمارہ میں شامل کیا جائیگا۔ انشاءاللہ)